رویتِ ہلال
fb.com/il

01 رویت کی شہادت

fb.com/ilmetauqeet

پاکستان کی رویت ہلال کمیٹی اس شہادت کو قبول نہیں کرتی جو واقع کے خلاف ہو، یعنی چاند افق پر موجود ہی نہ ہو اور رویت کی شہادت آجائے تو اس شہادت کو قاضی کے شرح صدر کے منافی سمجھ کر تسلیم نہیں کیا جاتا، کیونکہ کوئی بھی شہادت علی الاطلاق حجت لازمہ وملزمہ نہیں ہوتی۔ چاند کا نظر آنا اگر بہت مشکل ہو لیکن موجود ہو تو اس وقت شہادتوں پر فنی قواعد کی روشنی میں بھرپور جرح سے یہ طے کیا جاتا ہے کہ آیا واقعی دعویٰ کرنے والے نے چاند دیکھا ہے یا اس کو سہو ہوا ہے (سہو کی نظیریں آثار صحابہ میں موجود ہیں)، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو اس کو پھر تسلیم کیا جاتا ہے ورنہ نہیں۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 14)

fb.com/ilmetauqeet

حدیث شریف میں ہے:

''صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُم فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ''

ترجمہ: ''یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر آپ کے سامنے آڑ ہو جائے تو پھر شعبان کے تیس دن پورے کرو (مشکوۃ المصابیح:1970)''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں علم فلکیات وموسمیات میں انسان کے پاس وہ علم، تجربہ، مشاہدہ اور آلات نہیں تھے جو آج دستیاب ہیں، لہٰذا یہ ادعا بالکل باطل ہے کہ حدیث شریف میں ''رویت'' علم کے معنیٰ میں ہے، جبکہ آج کل کے حالات میں چاند کے علم میں ''غُمّ'' ممکن نہیں۔ کیونکہ اب چاند کا ایک سیکنڈ کی غلطی کے بغیر ٹھیک ٹھیک (Accurate) حساب مرتب ہو چکا ہے، لیکن ہم جدید علوم، تجربے، مشاہدے اور آلات کی مدد سے منشائے کتاب وسنّت کو صحت کے اعلیٰ معیار پر حاصل کرنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں، لیکن اسے باطل کرنے کی جسارت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا یہ قطعی طور پر طے ہے کہ رویت سے مراد ''رویت علمی'' نہیں'' بلکہ ''رویت بصری'' ہے، کیونکہ اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی لفظ کے معنیٰ حقیقی متروک یا متعذر نہ ہوں، تو حقیقت پر ہی عمل ہوگا اور الحمدللہ! حدیث مبارک: ''صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ'' میں رویت کا حقیقی معنیٰ قرنِ اوّل سے آج تک معمول بہ بھی ہے، قابل عمل بھی ہے اور اس پر عمل کرنے میں کوئی تعذر بھی نہیں، لہٰذا معنیٰ حقیقی سے عدول کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے۔ اس لئے ثبوت رویت کے لئے قضائے شرعی کا مدار رویت عینی پر ہی ہوگا۔

(کتاب ''رویتِ ہلال''، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 15)

۔۔۔۔یومِ پاکستان اور دیگر قومی ایام تو پوری قوم ایک ساتھ مناتی ہے، تو پھر سوال یہ ہے کہ 63 سال گزرنے کے باوجود قومی وحدت کیوں قائم نہ ہوسکی؟۔

قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک پورے ملک میں ایک عید کی روایت میرے علم میں نہیں ہے لیکن ہر سال انتہائی حیرت واستعجاب سے پوچھا جاتا ہے کہ اِس سال دوعیدیں کیسے ہوگئیں؟ سابق ادوار میں نسبتاً آسانی تھی کہ چیئرمین اور اراکینِ کمیٹی اعلان کرنے کے بعد گھر جا کر آرام سے سوجاتے تھے اور صرف سرکاری نشریاتی ادارے پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان تھے، ان سے رویتِ ہلال کمیٹی کا فیصلہ نشر ہوجاتا تھا، کوئی مخالفانہ خبر، فیصلہ یا تبصرہ نشر نہیں ہوتا تھا۔صرف پشاور کی ڈیٹ لائن سے ایک لائن کی سرخی پر مشتمل خبر اخبارات میں چھپ جاتی تھی کہ مقامی علماء نے مطالبہ کیا ہے کہ چیئرمین کو برطرف کرو اور رویتِ ہلال کمیٹی کو تبدیل کرو، اس سے اگلے دن لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوجاتے تھے۔

اب دسیوں پرائیویٹ ٹیلی ویژن چینلز، ایف ایم ریڈیوز اور سینکڑوں اخبارات ہیں ۔ان سب کی ضرورت ''بریکنگ نیوز''، ''تازہ ترین''، ''فلیش نیوز'' اور انتشار کی ایسی خبریں ہیں، جن میں سسپنس ہو، تجسُّس ہو اور عوامی دلچسپی کا مرچ مسالا ہو۔اس کے علاوہ تقریباً ہر پاکستانی کے پاس موبائل فون ہے۔اب آئندہ کوئی بھی چیئرمین بنے، یہ تمام آفتیں اس کے استقبال اور خبرگیری کے لئے موجود رہیں گی۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 17)

04 اعلان میں تاخیر کیوں ہوئی؟

fb.com/ilmetauqeet

---------میڈیا کے لئے 99% فیصد مسلمانوں کا ایک ساتھ عید منانا کوئی خبر نہیں ہے، بلکہ چند افراد کا الگ عید پڑھنا یہ خبر ہے اور جب انحراف واعتزال کا رویہ اپنانے والوں کی اس حد تک حوصلہ افزائی ہوگی تو مستقبل میں اس روش کو مزید فروغ ملے گا۔

جہاں تک عید الفطر کے چاند کے اعلان کا تعلق ہے تو ہماری قوم کو کسی صورت قرار نہیں، جلدی اعلان ہوجائے تو مطالبہ ہوتا ہے کہ دیر تک انتظار کیوں نہیں کیا، اعلان میں معمولی تاخیر ہوجائے تو مطالبہ ہوتا ہے کہ انکوائری کی جائے تاخیر کیوں ہوئی؟۔شرعاً رویت کے فیصلے اور اعلان کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، جب قاضی اور مجلس قضا (جو زیرِ بحث مسئلے میں ''مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان'' ہے) کو اطمینان ہوجائے تو فیصلے کا اعلان کردیا جاتا ہے۔

(کتاب ''رویتِ ہلال''، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 18)

fb.com/ilmetauqeet

05 پاکستان میں مستقل سائنسی کیلنڈر کیسے نافذ کیا جائے گا؟

ہم اس وقت مسئلۂ رویت میں دو انتہاؤں کے درمیان معلّق ہیں، ایک یہ ہے کہ جدید سائنسی معلومات مطلقاً قابلِ قبول نہیں، خواہ ماہرین فلکیات یہ کہیں کہ چاند کی ولادت بھی نہیں ہوئی، جب رویت کی شہادت آگئی ہے تو ہمارے لئے یہ شرعی حجت کافی ہے۔ دوسری طرف جدّت پسند طبقے کا خیال یہ ہے کہ ملک میں شرعی نظامِ رویت کی کوئی ضرورت نہیں، بس ماہرینِ فلکیات مستقل کیلنڈر بنا کر دے دیں اور اُس کے مطابق رمضان کا آغاز ہو اور عید منائی جائے۔ سب کو پہلے سے معلوم ہوگا کہ رمضان کب شروع ہو رہا ہے اور عید کب ہوگی۔ لیکن اس حقیقت سے قطع نظر کہ شریعت کی رو سے مدار رویتِ بصری پر ہے۔ مستقل قمری کیلنڈر کا مشورہ دینے والے بھول جاتے ہیں کہ پاکستان میں مستقل سائنسی کیلنڈر کیسے نافذ کیا جائے گا؟، کس کس سے منوایا جائے گا اور کیسے منوایا جائے گا؟، جب کہ ہر مسجد کا خطیب اور ہر ادارے کا مفتی اپنی ذاتی حیثیت میں مفتیٔ اعظم پاکستان ہے اور اسے ملک کی قائم کردہ مجلس قضا کو رد کرنے اور اس کے متوازی فیصلہ کرنے کا مکمل استحقاق ہے، اس کی نظر میں ماہرین فلکیات کی کیلنڈر کی وُقعت ایک پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان میں شامل علماء کو پھر بھی ایک حد تک احترام اور مقام حاصل ہے، بعض کی بحیثیتِ مجموعی (باستثنائے چند) تمام حلقوں میں تکریم ہے اور دیگر کا اپنے اپنے مکتبۂ فکر میں ایک مسلّمہ مقام اور مستند حیثیت ہے۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 19)

06 حج باطل قرار پائیں گے!

میں اپیل کرتا ہوں کہ کسی صاحبِ علم کے پاس کوئی ایسا فارمولا ہو تو سامنے لائے، جس سے تمام سائنسی حقائق و معلومات کو یکسر رد کر کے محض شہادت کو حجت مان کر رویت کا فیصلہ کرنے والے صوبۂ سرحد کے بعض علماء اور ماہرینِ فلکیات بیک وقت مطمئن ہو جائیں اور کسی طرف سے اختلاف و عدمِ اطمینان کی کوئی آواز بلند نہ ہو، جب کہ ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم حلفیہ گواہی لیتے ہیں اور تمام گواہ متشرِّع بھی ہوتے ہیں۔ باہر بیٹھ کر تبصرہ کرنے والا تبصرہ نگار (Commentator) ہمیشہ کھلاڑی سے ماہر ہوتا ہے، اس کی غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرتا ہے، خواہ اس نے خود زندگی میں میدان میں اتر کر کوئی کارنامہ انجام نہ دیا ہو۔

شریعت نے قضا میں خطا کے احتمال کو کبھی رد نہیں کیا، ورنہ قاضی کو بھی نبی کی طرح معصوم ماننا پڑے گا، لیکن شریعت نے قضا کو بہر صورت مؤثر مانا ہے اور جدید فلسفۂ قانون بھی یہی ہے۔ ورنہ جب ماہرین کے نزدیک سعودی عرب کا فیصلہ رویتِ حقیقی اور صریح امکان رویت کے کسی بھی معیار پر پورا نہیں اترتا، تو اس کے تحت ادا کیے جانے والے امّت کے تمام حج باطل قرار پائیں گے۔ (فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِی الْاَبْصَار)

(کتاب "رویتِ ہلال"، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 20)

شہادت رد کرنے کا اختیار

پاکستان میں کوئی بھی رویتِ ہلال کمیٹی تشکیل پائے اور کوئی بھی چیئرمین بنے، کسی نہ کسی گوشے سے ہدفِ طعن بننا اس کا مقدر رہے گا۔ لیکن قرآن وحدیث اور اسلام کا حکم حسنِ ظنّ کا ہے، بغیر ثبوت وشواہد کے سوئے ظنّ کی اجازت نہیں ہے۔

میں اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا قاضی کو شہادتِ کاذبہ (False Witness) اور شہادتِ مُرتابہ (Doubtful Witness) کو رد کرنے کا اختیار نہیں ہے؟، اگر جواب اثبات میں ہے، تو پھر قضا کا ادارہ قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟، پھر تو ہر صورت میں گواہ علی الاطلاق (Absolute) حجّت ہوجائے گا اور چاہیے کہ گواہ خود ہی فیصلے کا اعلان کردے، نہ قضا کی ضرورت، نہ عدالت کی اور نہ ہی گواہ کی جرح وتعدیل کی ضرورت ہے۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 21)

دباؤ کے تحت فیصلہ کیا ہے؟

جہاں تک اس بدگمانی کا تعلق ہے کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان نے کسی دباؤ کے تحت فیصلہ کیا ہے، اس سے بڑا جھوٹ اور بہتان اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی صریح جھوٹ ہے کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان نے پہلے عدمِ رویت کا اعلان کیا اور پھر فیصلہ تبدیل کیا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان نے صرف ایک ہی حتمی اور قطعی اعلان کیا ہے اور سارا میڈیا اس کا گواہ ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ رویتِ ہلال کا مسئلہ ہو، دینی مدارس کی حریّت فکر و عمل کے تحفظ کا مسئلہ ہو یا حدودِ الٰہی کی حمایت و پاسبانی کا مسئلہ ہو، میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہمیشہ اپنے ضمیر، صواب دید اور دینی بصیرت کے مطابق کلمۂ حق کہا ہے اور جب تک جان میں جان ہے کہتا رہوں گا۔ میرے نزدیک دین کے مسئلے میں دباؤ قبول کر کے کوئی اعلان کرنا یا کروڑوں لوگوں کے روزوں جیسی مقدس عبادت کی ذمّہ داری اپنے سر لینے سے مر جانا بہتر ہے۔ ایسے مواقع کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''زمین کا باطن تمہارے لئے زمین کے ظاہر سے بہتر ہے''۔

یعنی ایسے حالات میں زندگی سے موت بہتر ہے۔ میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میری چیئرمینی (Chairmanship) کے پورے دور میں وفاق کی سطح پر کبھی کسی نے رویتِ ہلال کے مسئلے میں کوئی مداخلت نہیں کی، نہ کوئی ڈائرکشن دی ہے، نہ ہی کوئی خواہش ظاہر کی ہے، حتیٰ کہ کبھی کسی نے کوئی رابطہ بھی قائم نہیں کیا۔۔۔۔۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 27)

fb.com/ilmetauqeet

مستقل قمری کیلنڈر کا مسئلہ 09

fb.com/ilmetauqeet

آج کل بعض جدّت پسند اہلِ علم یہ کہتے ہیں کہ رویت، علم کے معنیٰ میں ہے اور چونکہ موجودہ دور میں سائنسی اور فنی ذرائع علم سے چاند کی رویت کا ظنِ غالب ہوجاتا ہے، تو اس پر اعتماد کر کے مستقل اسلامی کیلنڈر بنالیا جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ ''رویت'' کا حقیقی معنی آنکھ سے دیکھنا ہے اور اسے علم کے معنی میں لینا مجاز ہے۔ اور اصولِ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی لفظ کا حقیقی معنی لینا دشوار نہ ہو تو اسے مجاز پر محمول نہیں کریں گے۔ ہمارے نظامِ رویت کا مدار بنیادی طور پر رویتِ بصری پر ہے۔ لیکن اگر سائنسی اور فنی ذرائع سے ہمیں کسی چیز کا علمِ قطعی یا ظنِ غالب ہوجائے، تو شرعاً اس سے استفادہ کرنے میں حرج نہیں ہے بلکہ کرنا چاہیے اور ہم بہت سے دینی معاملات میں ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہم دینی مسائل کو شرعی اصولوں ہی کے مطابق حل کرتے ہیں، لیکن ان اصولوں کا اطلاق کرنے میں قطعی سائنسی معلومات پر مدار رکھ سکتے ہیں، مثلاً ہمارے قدیم فقہا کا خیال تھا کہ کان میں ایک راستہ یا نالی ہے جو معدے کی جانب جاتی ہے، لہٰذا انہوں نے یہ مسئلہ وضع کیا کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اب چونکہ علمِ تشریح الاعضا (Anotomy) نے بہت ترقی کر لی ہے اور ہمیں قطعیت کے ساتھ معلوم ہوگیا ہے کہ کان میں کسی مائع (Liquid) چیز کے جانے کا کوئی منفذ (Rout) نہیں ہے، لہٰذا اب عصرِ حاضر کے فقہاء نے اس مسئلے کو تبدیل کیا اور قرار دیا کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ بعض قدامت پسند علماء ابھی تک سابق تحقیق پر قائم ہیں اور یہ ہوتا رہتا ہے، جیسے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے کے جواز کے مسئلے کو علماء کے درمیان قبولِ عام ملنے میں کافی وقت صرف ہوا اور اب غالب ترین اکثریت اسے تسلیم کر چکی ہے۔ اسی طرح قرائنِ عقلیہ، جو قطعی ہوں یا ظنِ غالب کے درجے میں ہوں، ان سے بھی قضا کے معاملات میں استفادہ کیا جاتا ہے اور فقہ میں اس کے شواہد (Evidences) بکثرت موجود ہیں۔ ہمارے ہاں چند منحرفین کو موجودہ نظام کا پابند بنانے میں حکومت ناکام ہے، تو محض سائنٹفک نظام کا پابند انہیں کون سی اتھارٹی بنائے گی؟۔

(کتاب ''رویتِ ہلال''، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 28)

fb.com/ilmetauqeet

10 نئے چاند کا چھوٹا بڑا ہونا

نئی قمری تاریخ کے تعیّن کا مدار شرعاً اور سائنسی طور پر ہلال کے چھوٹا بڑا ہونے یا غروب آفتاب کے بعد مطلع پر اس کے موجود ہونے کی مقدار وقت سے نہیں ہوتا، جیسا کہ ہمارے ہاں بعض اوقات اہلِ علم بھی کہہ دیتے ہیں کہ چاند کافی بڑا ہے اور کافی دیر تک مطلع پر موجود رہا، لگتا ہے کہ ایک دن پہلے کا ہے۔ یہ سوچ اور طرزِ فکر غیر شرعی اور غیر سائنسی ہے۔

حدیث پاک میں ہے: ترجمہ: ''ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرے کے لیے گئے، جب ہم وادیِ نخلہ میں پہنچے تو ہم نے چاند دیکھنا شروع کیا، بعض لوگوں نے کہا: ''یہ تیسری تاریخ کا چاند لگتا ہے'' اور بعض نے کہا: ''یہ دوسری تاریخ کا چاند لگتا ہے''۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر ہماری ملاقات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی، تو ہم نے (قیاس کی بنیاد پر اختلاف کی) یہ صورتِ حال ان سے بیان کی، تو انہوں نے فرمایا: ''تم نے چاند کس رات کو دیکھا تھا''؟، ہم نے کہا: ''فلاں رات کو''، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے دیکھنے کے لیے اسے بڑھا دیا، درحقیقت یہ اسی رات کا چاند ہے، جس رات کو تم نے اسے دیکھا ہے (صحیح مسلم، رقم الحدیث:1088)''۔

یہ حدیث اس مسئلے میں شریعت کی اصل ہے کہ نئے چاند کا مدار رویت پر ہے، اس امر پر نہیں ہے کہ اس کا سائز چھوٹا ہے یا بڑا یا مطلع پر اس کے نظر آنے کا دورانیہ کم ہے یا زیادہ۔ اس لیے کسی عالم یا تعلیم یافتہ شخص کا نیا چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ دو یا تین تاریخ کا لگتا ہے، یہ غیر شرعی اور غیر عالمانہ ہے۔ اسی طرح سائنسی حقیقت بھی یہی ہے، مثلاً کسی قمری مہینے کے 29 تاریخ گزرنے کے بعد شام کو نئے چاند کا غروبِ آفتاب کے فوراً بعد مطلع پر ظہور تو ہے مگر اس کا درجہ چار یا پانچ ہے، اس کی عمر 18 گھنٹے ہے اور مطلع پر اس کا ظہور پندرہ بیس منٹ ہے۔ تو اس صورت میں چاند مطلع پر تو موجود ہے لیکن اس کی رویت کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے، لہٰذا یہ قمری مہینہ 30 دن کا قرار پائے گا۔ اب اگلی شام کو اس چاند کی عمر 42 گھنٹے ہو جائے گی، مطلع پر اس کا درجہ 12 یا اس سے اوپر ہو جائے گا اور مطلع پر اس کا استقرار بھی نسبتاً زیادہ وقت کے لئے ہوگا، مثلاً پچاس منٹ اور اس کا حجم (Size) بھی بڑا ہوگا، لیکن یہ قطعیّت کے ساتھ چاند کی پہلی تاریخ ہوگی۔ لہٰذا میری اہلِ علم اور اہلِ وطن سے اپیل ہے کہ توہمات کے حصار سے نکلیں اور حقیقت پسند بنیں۔ (کتاب ''رویتِ ہلال''، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 29)

11 شہادت کے ردوقبول کا اختیار قاضی کے پاس ہے

شہادت کے ردّ وقبول کا اختیار قاضی کے پاس ہے، شریعت کا اصول بھی یہی ہے اور جدید دور کے قانونی ضوابط بھی یہی ہیں۔ شہادت علی الاطلاق حجت نہیں ہے، ورنہ شاہد خود قاضی بن جائے گا۔ گواہ کا کام قاضی کے سامنے گواہی دینا ہے، فیصلہ کرنا قاضی کا کام ہے۔ میں اس مسئلے کو ایک مثال سے واضح کروں گا، ایک مقدمۂ قتل میں مقتول کی لاش پڑی ہوئی ملی، جسے گولی مار کر قتل کر دیا گیا تھا، دو گواہوں نے عدالت میں حلفیہ گواہی دی کہ ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ فلاں شخص نے اپنے پستول سے گولی مار کر اسے ہلاک کیا ہے۔ مگر وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے یہ جرم نہیں کیا، جب لاش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو اس کے جسم سے ''تھری ناٹ تھری'' کی گولی نکلی اور اسلحے کے ماہر نے کہا کہ اس پستول سے کوئی گولی نہیں چلائی گئی، تو کیا محض دو عینی شاہدوں کی بنیاد پر عدالت قصاص میں اس شخص کی سزائے موت کا حکم صادر کر دے گی؟، ہرگز نہیں۔ اگر شہادت علی الاطلاق حجت ہو اور جرح کے ذریعے اس کی صداقت کو جانچنے کا کوئی اعتبار نہ ہو تو پھر موجودہ نظام میں وکالت کے ادارے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی، جس کا کام ہی جرح کر کے گواہ کے صدق یا کذب کو جانچنا ہوتا ہے۔

آئے دن ہماری اعلیٰ عدالتیں (بشمول پشاور ہائی کورٹ) قتل اور دیگر مقدمات میں حلفیہ شہادتوں کو ردّ کرتی ہیں اور ان کے خلاف فیصلے دیتی ہیں، لیکن کبھی یہ سننے میں نہیں آیا کہ مسجد قاسم علی خان پشاور میں مولانا شہاب الدین پوپلزئی نے متوازی عدالت لگا کر ان شہادتوں کی بنیاد پر فیصلہ صادر فرما دیا ہو اور عدالت کے فیصلے کو اپنی یا گواہان کی توہین قرار دیا ہو۔

(کتاب ''رویتِ ہلال''، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 31)

قضا ریاست کی طرف سے مفوّض ہوتی ہے

رویتِ ہلال کا فیصلہ ایک قضا ہے اور اس کے لئے ایک ادارہ، مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان، قائم کیا گیا ہے۔ قاضی کے تقرر کا اختیار اسلامی شریعت اور جدید نظامِ آئین وقانون میں بھی خلیفہ یا سربراہِ مملکت کو ہے، کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ خود قاضی بن بیٹھے اور متوازی عدالت لگائے۔ پاکستان میں بھی (بشمول خیبر پختونخوا) کسی مسئلے میں پاکستان کی ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے مقابلے میں متوازی عدالتیں نہیں لگائی جاتیں، یہاں تک کہ جب متحدہ مجلسِ عمل کی حکومت کے حسبہ بل کو سپریم کورٹ نے خلافِ آئین قرار دیا تو اس فیصلے کا بھی ان کی طرف سے ناپسندیدگی کے باوجود احترام کیا گیا۔ اسی طرح چیف جسٹس کیس میں حکومت نے اپنی خواہش کے برعکس سپریم کورٹ فل بنچ کے فیصلے کو تسلیم کیا۔ لیکن صرف رویتِ ہلال کے مسئلے پر خیبر پختونخواہ میں چند علماء متوازی عدالتیں لگا کر شہادتیں قبول کرتے ہیں اور فیصلے صادر کرتے ہیں۔

یہ شرعی لوگوں کا غیر شرعی اقدام ہے اور یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آ رہا ہے، ہر دور میں ان حضرات کا طرزِ عمل یہی رہا اور ہر دور میں مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان کے فیصلے سے ان چند حضرات نے اختلاف کیا اور اس سے مذہبی انتشار کو فروغ ملا اور مذہبی عناصر طعن وتشنیع کا نشانہ بنے۔

(کتاب ”رویتِ ہلال“ مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 31)

ہمارے میڈیا کا طرزِ عمل

ہمارے الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے طرزِ عمل میں بھی تضاد ہے۔ میڈیا کے معزز ذمہ داران اپنی رپورٹس اور تجزیاتی کالموں میں انتشار پر اظہارِ افسوس بھی کرتے ہیں، لیکن انتشار کی خبروں کو فروغ بھی دیتے ہیں اور کھل کر ان کی مذمّت بھی نہیں کرتے ۔ پاکستان واحد ملک ہے جہاں رویتِ ہلال کے مسئلے پر کارٹون بھی بنتے ہیں اور کالم بھی لکھے جاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں اظہارِ رائے کی آزادی ہے، ورنہ دیگر مسلم ممالک میں یہ روش نہیں ہے۔

بہت سے فاضل کالم نگاروں کے کالم پڑھنے کو ملتے ہیں، جن میں وہ آغاز تو اس سے کریں گے کہ سائنس کا دور ہے، دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور ہم ابھی رویتِ ہلال کے مسئلے پر جھگڑ رہے ہیں، لیکن پھر رویتِ ہلال کے فیصلے کو سائنسی بنیاد پر دیکھنے کے بجائے روزانہ کالم نگاری کی ضرورت کے تحت نشانۂ تضحیک بناتے ہیں۔ پس کالم کا اختتام آغاز کے برعکس ہو جاتا ہے۔ چونکہ وہ اپنی ریاست کے بادشاہ ہوتے ہیں، اس لئے ہم ان کی خدمت میں یہی گزارش کر سکتے ہیں کہ

ع   ہر چہ از دوست میرسد نکوست

(کتاب ”رویتِ ہلال“ مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 33)

14 قومی خزانہ اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی

میں ایک عرصے سے مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئرمین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہا ہوں۔ میں نے اس منصب کے لیے نہ کوئی درخواست دی تھی اور نہ ہی کسی کے آگے اس خواہش کا اظہار کیا تھا، تاہم جب یہ ذمے داری مجھے تفویض کردی گئی تو میں اپنی اہلیت وصلاحیت کے مطابق دیانت داری سے اس فریضے کو انجام دیتا رہا ہوں۔

میں ایک سے زائد مرتبہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر یہ واضح کرچکا ہوں کہ اس منصب کے عوض مجھے کوئی مشاہرہ یا اعزازیہ نہیں ملتا۔ لیکن اس کے باوجود آئے دن کوئی نہ کوئی شخص کالم میں یا اسٹوڈیوز میں بیٹھ کر بڑ ہانکتا رہتا ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی پر قومی خزانے سے بے انتہا پیسا خرچ ہوتا ہے، اس جھوٹ کا بھی ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

۔۔۔سومرو نے کسی چینل پر کہا: ”مفتی منیب الرحمن حکومت کا تنخواہ دار ملازم ہے ، اسے یہ انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے“۔ سومرو صاحب کو برملا یہ جھوٹ بولنے کا استحقاق کہاں سے حاصل ہوا اور مجھے کون سے سرکاری شعبے سے تنخواہ دی جارہی ہے، ۔۔۔

(کتاب ”رویتِ ہلال“ مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 99)

ممبران کی تقرری میں میری منظوری یا سفارش

۔۔۔تمام مسالک کے علماء کو کسی ایک بات پر متفق کرنا آسان کام نہیں ہے، اس کے باوجود ہمارے سارے فیصلے اتفاقِ رائے سے ہوتے ہیں۔ اس سال رمضان المبارک کے چاند کی رویت کا اعلان کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا:

"مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان میں ایک بھی ممبر میری منظوری یا سفارش سے شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے تقرّر سے پہلے کوئی اطلاع دی گئی۔ اس کے باوجود میں سب کے ساتھ اتفاق رائے سے چل رہا ہوں"، تو حضور والا! یہ پلِ صراط ہے، بازیچۂ اطفال نہیں ہے، غالب نے کہا ہے:

قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا

(کتاب "رویتِ ہلال"، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 101)

ٹیلی وژن چینلز سے اپیل

رمضان المبارک ،شوال المکرم ، ذوالحجہ اور محرم الحرام کے اَہِلّہ (New Moons) چونکہ حسّاس ہوتے ہیں، اس لیے میں تمام ٹیلی وژن چینلز سے اپیل کرتا ہوں کہ لِلّٰہ کوئی غیر مصدّقہ اور عبوری خبر نہ دیں اور ٹِکر نہ چلائیں ، جب بھی مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان اتفاقِ رائے سے حتمی فیصلہ کرے گی ،تو ایک ہی وقت میں میڈیا کے سامنے اعلان کیا جائے گا۔ اگر غیر مصدَّقہ خبروں پر ٹِکر چلائے جائیں کہ اتنے آدمیوں نے چاند دیکھ لیا اور بعد میں فیصلہ عدمِ رویت کا ہوا تو یہی میڈیا تبصرے کرے گا کہ شہادتوں کو قبول نہیں کیا گیا۔

اکثر پاکستانیوں کے پاس ایک یا ایک سے زائد موبائل فون موجود ہیں اور لوگ شرارتاً یا شوقیہ بھی فون کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہماری ذمے داری ہوتی ہے کہ یہ شہادتیں علماء اور ماہرین کی موجودگی میں بند کمرے میں لی جائیں۔ پہلے یہ بات طے کرنی ہوتی ہے کہ آیا ٹیلی فون کرنے والا ذمے دار آدمی ہے اور اس کی شناخت معلوم ہے، پھر دیکھا جاتا ہے کہ فنی اعتبار سے اس کی شہادت درست ہے اور پھر قریب ترین زونل کمیٹی یا کسی عالم کے پاس بھیج کر شرعی اعتبار سے اطمینان کیا جاتا ہے۔ ان مراحل سے اطمینان بخش طریقے سے گزرنے کے بعد حتمی فیصلہ کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ کروڑوں مسلمانوں کے روزے کی عبادت کا مسئلہ ہے، اگر یہ محض ایک تہوار ہوتا تو دیگر قومی تہواروں کی طرح پارلیمنٹ اس کو بھی طے کر لیتی۔

(کتاب ”رویتِ ہلال“ مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 101)

17 قاضی کی تعریف

قاضی کی تعریف کے بارے میں مجلہ میں ہے: ''القاضی ھو الذات الذی نصب وعین من قبل السلطان'' ترجمہ: ''قاضی وہ ہوتا ہے جو مقرر کیا گیا ہو بادشاہ کی جانب سے''۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ''واذا اجتمع اھل بلدۃ علی رجل وجعلوہ قاضیا لیقضی فیما بینھم لا یصیر قاضیا'' ترجمہ: ''اگر ایک علاقے کے لوگ ایک آدمی پر اتفاق کریں اور اس کو فیصلے کرنے کے لیے قاضی بنادیں تو وہ شرعی طور پر قاضی نہیں ہوسکتا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ''ویجوز تقلید القضاء من السلطان العادل والجائر۔۔۔وذکر فی الملتقط والاسلام لیس بشرط فی السلطان الذی یقلد'' ترجمہ: بادشاہ کی طرف سے قضاء کی سپردگی جائز ہے، بادشاہ عادل ہو یا ظالم ہو اور ملتقط میں ہے کہ جو بادشاہ قاضی کو منصب قضاء سپرد کرتا ہے، اس کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ہے، (الھندیہ، ج: 3، ص: 307)''۔

مجلہ میں ہے: ''القضاء یتقید ویتحصص بالزمان والمکان'' ترجمہ: ''قاضی کے قضاء کو وقت اور مکان کے ساتھ محدود کرنا جائز ہے، (المجلہ، مادہ: 1801)''

ردالمحتار اور دررالحکام میں ہے: ''ویتخصص (ای القضاء) بالزمان والمکان وخصومۃ'' ترجمہ: ''قاضی کے قضاء کو وقت، مکان اور کسی ایک مسئلہ کے ساتھ مخصوص کیا جاسکتا ہے۔

جواہر الفقہ میں ہے: ''رویت ہلال کے متعلق جو تحریر ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی خبر صادق اور یقین کو دوسروں پر لازم اور مسلط کرنے کے لیے ضابطہ شہادت کا قائم ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی قاضی یا حکم بھی اپنے یقین کو دوسروں پر مسلط نہیں کرسکتا''۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 87)

پرائیویٹ رویت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

۔۔۔تو اب مسئلہ یہ ہے کہ جب چاند کی رویت سے اگر مانع موجود ہو تو رمضان کے لیے ایک ثقہ کی اور عیدین کے لیے دو ثقہ مسلمانوں کی شہادت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے اور اگر مانع موجود نہ ہو تو دو چار آدمیوں کا دیکھنا اور شہادت دینا شرعاً نا قابل اعتبار ہے، جب تک مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ہلال کے دیکھنے کی شہادت نہ دے، تو رویت ہلال کے اثبات کے لیے بھی تمام فقہائے اسلام باستثناء ایک صورت شہادت ذکر کرتے ہیں۔

لہٰذا درج بالا حوالہ جات کی روشنی میں رویت ہلال کمیٹی کو شرعی طور پر مجلس قضاء کی حیثیت حاصل ہے اور اس کے چیئرمین کو قاضی کی حیثیت حاصل ہے۔

تو مرکزی کمیٹی کا اعلان شرعاً معتبر اور درست ہے اور ان کے علاوہ پاکستان کے دائرۂ کنٹرول کے اندر کسی قسم کی کمیٹی رویت ہلال کے لیے شرعی طور پر غیر معتبر ہے۔

صوبہ خیبر پختونخوا حکومت کی حیثیت والی اور صوبے کی حیثیت ولایت کی ہے، شرعی طور پر مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے مقابلے میں کسی کمیٹی کی حمایت کرنا غیر مشروع اور صوبائی حکومت کی حمایت سے مرکز کے مقابلے میں کوئی بھی کمیٹی مجلس قضاء کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی ہے، مرکز کے مقابلے میں رویت ہلال کی تمام کمیٹیوں کی حیثیت کالعدم ہے۔

الحاصل: مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے حکم کے مطابق عام حالات میں روزہ رکھنا اور عیدین منانا لازم اور شرعی طور پر درست و صحیح ہے۔۔۔۔۔

(کتاب "رویتِ ہلال"، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 87)

fb.com/ilmetauqeet

قضا موروثی نہیں ہوتی

۔۔۔ایک دن پہلے عید کرنے اور کرانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرنا چاہیے، ہمیں حیرت ہے کہ یہ لوگ اتنے لوگوں کے روزے کا بوجھ اپنے سر پر کیوں لیتے ہیں، جبکہ صدرِ مملکت کی طرف سے ان پر قضا کی ذمے داری عائد نہیں کی گئی۔ نیز ان کا یہ کہنا کہ ہماری مسجد میں ڈیڑھ سو سال سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے، لہٰذا یہ ان کا موروثی منصب ہے، تو نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ قضا ریاست کی طرف سے تفویض کی جاتی ہے، موروثی نہیں ہوتی۔ انگریزوں کے زمانے میں تو اس کا جواز تھا کہ ریاست برطانوی استعمار کے قبضے میں تھی، لیکن اب اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 84)

20 پشاور کے مسئلے کا حل

مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان ہی رمضان المبارک اور عید الفطر کا اعلان کرنے کی مُجاز ہے، کیونکہ اُن کو یہ ذمے داری ریاست نے تفویض کی ہے۔ یہاں یہ واضح کردینا بھی ضروری ہے کہ یہ مسلکی خلافیات کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ یہ پشاور یا مردان یا بنوں کے چند علمائے کرام کی ذاتی انا کا مسئلہ ہے۔۔۔۔ مجھ سے بااختیار اداروں کے ذمے داران نے پوچھا کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے، میں نے عرض کیا: اگر کسی کی نظر میں یہ تہوار ہے، تو پارلیمنٹ یا بااختیار اتھارٹی اس کا دن مقرر کرسکتی ہے، لیکن اگر یہ عبادت ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، تو عبادت اس کی شرائط کے مطابق ادا ہوگی۔ میں نے مزید کہا: چند سال پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کراچی کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے، یہاں امن قائم کیا جاسکتا ہے، قتل وغارت، فساد، بھتہ خوری، اِغوا برائے تاوان اور آئے دن کی ہڑتالوں کو روکا جاسکتا ہے، لیکن ریاست کے مقتدرین نے فیصلہ کیا تو الحمد للہ! ایسا ہوگیا اور ہم سب مشاہدہ کررہے ہیں، ریاست کے مقتدرین کا عزم وارادہ نہ ہو تو چند خودسر علماء قابو میں نہیں آتے، آخر کیوں؟۔ یہ چند علماء بڑے حوصلے والے ہیں کہ لوگوں کی عبادت از خود اپنے سر لے رہے ہیں، حالانکہ اُن پر ریاست نے یہ ذمے داری عائد نہیں کی۔ آپ دیکھیں گے: جس دن قانون کی طاقت حرکت میں آئے گی، یہی لوگ ہوں گے اور سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا، یہ چند لوگ ایم کیو ایم اور امن کمیٹی سے زیادہ طاقتور نہیں ہیں۔۔۔۔ جو مفتیانِ کرام ان حالات میں فتوے دے کر لوگوں کو یومِ شک کا روزہ رمضان کے نام پر رکھواتے ہیں یا تیس رمضان کے روزے، اعتکاف اور عید کی نماز سے محروم کرتے ہیں، وہ یقینا عند اللہ جوابدہ ہوں گے۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 84)

21 سعودی عرب کا اعلان رویت

(1) سعودی عرب کا اعلان رویت مملکت سعودی عرب میں نافذ العمل ہے، دوسرے ممالک ان کی رویت کا تحقیقی جائزہ لے کر کہ آیا ان کا فیصلہ شرعی قواعد وضوابط کے مطابق ان کے لئے قابل قبول ہے یا نہیں، ان کے فیصلہ کو قبول یا رد کر سکتے ہیں۔

(2) آبزرویٹری کی وہ معلومات جو بدیہی ہیں، ان سے رویتِ ہلال میں استفادہ ممکن ہے۔ اگر چاند افق پر موجود ہو اور چاند نظر نہ آئے تو فیصلہ حساب پر نہیں بلکہ رویت پر ہوگا۔ تاہم چاند افق پر موجود نہ ہو اور رویت کی شہادت آجائے تو اس پر دقت نظر سے غور کرنا چاہیے، کیونکہ اس صورت میں آنکھیں بند کر کے شہادت قبول کرنے سے امتِ مسلمہ کی جگ ہنسائی ہوتی ہے۔

پاکستان کی رویت ہلال کمیٹی اس شہادت کو قبول نہیں کرتی جو واقع کے خلاف ہو، یعنی چاند افق پر موجود ہی نہ ہو اور رویت کی شہادت آجائے تو اس شہادت کو قاضی کے شرح صدر کے منافی سمجھ کر تسلیم نہیں کیا جاتا، کیونکہ کوئی بھی شہادت علی الاطلاق حجت لازمہ وملزمہ نہیں ہوتی۔۔۔۔

(کتاب "رویتِ ہلال"، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 14)

22 نیومون اور بصری نیا چاند (ہلال)

fb.com/ilmetauqeet

اگر ہم چاند کے بڑھنے گھٹنے کے عمل پر غور کریں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ قمری ماہ کے پہلے دو ہفتے یہ ہمیں روز بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے، یہاں تک کہ ایک موقع پر یہ دائرے کی صورت میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلے دو ہفتے اس کی جسامت ہر روز کم ہوتی نظر آتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا وجود بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی چاند بڑھنے کا عمل نئے سرے سے شروع ہوتا ہے۔ عین اس وقت کو قران شمس وقمر (Conjunction) یا اتصال شمس وقمر یا اماوس کہتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب سورج اور چاند ایک مستوی (Plane) میں صفر درجہ پر ہوتے ہیں۔ علمِ فلکیات میں یہی اُس کے ''نیا چاند'' کہلانے کا وقت ہے اور رصد گاہی کتب میں نئے چاند کے اوقات اسی کیفیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اسے نئے چاند کی پیدائش بھی کہتے ہیں اور چاند کی طبعی عمر اسی وقت سے شمار کی جاتی ہے۔

فلکیاتی اصطلاح کا نیا چاند اپنے ابتدائی دور میں بال سے زیادہ باریک، سورج سے بہت قریب اور اس کی طاقتور شعاعوں کی براہ راست زد میں ہوتا ہے۔ لہٰذا انسانی آنکھیں یا غیر معمولی قوت کی دُور بینیں بھی اسے دیکھنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ جوں جوں چاند کی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اس کی جسامت بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ سورج سے دور ہٹتے ہوئے اس کی شعاعوں کی طاقت سے بھی ایک حد تک محفوظ ہوتا جاتا ہے۔ بالآخر ایک وقت اس کا وجود اس قدر ہو جاتا ہے کہ سورج سے ایک خاص فاصلے پر غروب آفتاب کے بعد انسانی آنکھوں کو پہلی بار نظر آنے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ بصری نیا چاند ہے جو دوسرے الفاظ میں رویت ہلال کے معروف نام سے موسوم ہے۔

(کتاب ''رویتِ ہلال''، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ ۶۲)

fb.com/ilmetauqeet

23 غامدی کا نظریۂ رویت

ہمارے میڈیا پرسنز تو مذہب اور اہلِ مذہب کو کوس کر اپنے نفس کی تسکین کا سامان کر لیتے ہیں ،لیکن سوال یہ ہے کہ آیا باقی شعبہ ہائے حیات میں پوری قوم کے درمیان مکمل یک جہتی ،وحدتِ فکر اور نظریاتی ہم آہنگی ہے؟۔ایک دوسرے پر اہلِ سیاست کی دشنام اور اتہام والزام تو پوری قوم ہر روز سرِ شام سے نصف شب تک کسی توقُّف کے بغیر سنتی رہتی ہے۔۔۔۔

رویت ہلال کے حوالے سے علامہ جاوید احمد غامدی کے نظریے پر بارہا لکھ چکا ہوں ۔اُن کے نزدیک ’’چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو‘‘ والی حدیث میں ’’رویت‘‘ علم کے معنی میں ہے۔لہٰذا اُن کے نزدیک جب سائنسی علم سے قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ نیا چاند پیدا ہو گیا ہے، اگرچہ عملی رویت کا دور دور تک کوئی امکان نہ ہو، تو رمضان اور عید کا اعلان کر دینا چاہیے۔لیکن ہماری فقہ کا اُصول یہ ہے کہ جب تک کسی لفظ کو اُس کے حقیقی معنی پر محمول کرنا ممکن ہو، مَجاز کی طرف نہیں جائیں گے۔رویت کا حقیقی معنی ’’آنکھ سے دیکھنا‘‘ ہے اور علم اُس کا مَجازی معنی ہے۔پس رویت کو حقیقی معنی پر محمول کرنا ممکن ہے اور پاکستان میں پائے جانے والے تمام مکاتب فکر کی فقہ میں یہی معتبر ہے اور اہلِ پاکستان کے تمام مذہبی مکاتبِ فکر کی غالب ترین اکثریت اسی نظریے کی حامی ہے۔

سو آپ آزاد ہیں، اپنے نفس کی تسکین کے لیے انہیں جاہل کہہ دیں، دقیانوسی کہہ دیں ،گزرے ہوئے وقتوں کے لوگ کہہ دیں، جس گالی سے آپ کے دل کو تسکین ملے نواز دیں، لیکن آج کی تاریخ تک اِس خطے میں رہنے والے مسلمانوں کے فقہی نظریات یہی ہیں۔

(کتاب ’’رویتِ ہلال‘‘ مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ ۹۸)

سوال: میں نے رمضان المبارک کا آغاز پاکستان میں کیا ہے اور پاکستان کی رویت کے مطابق روزہ رکھنا شروع کیا ہے، اب میرا عمرے پر جانے کا پروگرام ہے اور میں عید الفطر تک مدینہ منورہ میں قیام کروں گا۔ اب بتائیے کہ میں عید وہاں کے حساب سے مناؤں یا پاکستان کے حساب سے اپنے روزے مکمل کروں، کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ میرے اٹھائیس روزے مکمل ہوئے ہوں اور وہاں عید ہو جائے، میرے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ (عید محمد فریدی، لیاقت آباد، کراچی)۔

جواب: یہ ایسے سب لوگوں کا مسئلہ ہے جو پاکستان میں رمضان المبارک کا آغاز کر کے عمرے کے لیے یا ملازمت کے لیے سعودی عرب جاتے ہیں یا سعودی عرب میں رمضان المبارک کے کچھ ایام گزار کر عید الفطر منانے پاکستان آتے ہیں، اگر وہ پاکستان میں اہل وطن کے ساتھ عید منائیں تو بعض اوقات ان کے روزے 31 ہو جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بلاشبہ گہرے غور و فکر کا متقاضی ہے اور اس کو حل کرنے کے لیے فقہی بصیرت درکار ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے بارے میں علما میں دو آرا ہوں۔

پاکستان سے سعودی عرب جانے والے کے 29 روزے پورے ہو جائیں یا سعودی عرب سے پاکستان آنے والے کے 30 روزے پورے ہو جائیں اور پھر مقامی لوگوں کے ساتھ عید کر لیں تو لوگوں کو زیادہ تردد نہیں ہوتا، کیونکہ ہر جگہ رمضان المبارک (یا قمری مہینہ) 29 دن کا ہوتا ہے اور کبھی 30 دن کا۔ زیادہ ترڈد تب ہوتا ہے کہ جب پاکستان سے سعودی عرب جانے والے کے صرف 28 روزے ہوتے ہوں اور عید ہو جائے یا سعودی عرب سے پاکستان آنے والے کے 30 روزے پورے ہو چکے ہوں اور اگلے دن عید نہ ہو بلکہ روزہ ہو، اس طرح روزہ رکھنے کی صورت میں اس کے ۳۱ روزے ہو جائیں گے جب کہ حساب و کتاب کی رو سے قمری مہینہ زیادہ سے زیادہ

جاری ہے۔۔۔۔

۳۰ دن کا ہوتا ہے۔اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔(البقرہ:185)۔

ترجمہ:''پس تم میں سے جو ماہ رمضان کو پائے تو اس پر لازم ہے کہ اس کا روزہ رکھے''۔

لہٰذا اس امر ربانی کا تقاضا یہ ہے کہ چونکہ سعودی عرب سے پاکستان آنے والے نے یہاں رمضان پالیا ہے ابھی ہلال شوال طلوع نہیں ہوا، تو وہ روزہ رکھے، خواہ اس کے روزے 31 ہی کیوں نہ ہوجائیں۔دوسری جانب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:''جس دن لوگ روزہ رکھیں اس دن روزہ ہے اور جس دن لوگ عید کریں اس دن عید ہے،(جامع ترمذی، صفحہ:124)''۔

لہٰذا اس حدیث مبارک کی روشنی میں پاکستان سے سعودی عرب جانے والا جب دیکھے کہ مقامی لوگ عید منا رہے ہیں تو وہ بھی منائے، خواہ اس کے روزوں کی تعداد صرف 28 ہوئی ہے یہ صورت ایسی ہی ہے جیسے بعض بلاد مغرب مثلاً ناروے، ڈنمارک وغیرہ میں سال کے بعض ایام میں عشاء کا وقت داخل ہی نہیں ہوتا، مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، لہٰذا ان پر جن ایام میں عشاء کا وقت داخل ہی نہیں ہوتا تو وہ اس نماز کے لیے عنداللہ جواب دہ بھی نہیں ہیں۔ ان کے لیے دن میں چار نمازیں ہی رہ جائیں گی۔یہ ایسا ہی ہے جیسے گونگے شخص پر نماز میں قراءت کا فرض ساقط ہوجاتا ہے، جس کا کوئی ہاتھ یا پاؤں کٹا ہوا ہے، اس پر وضو میں اس ہاتھ یا پاؤں کے دھونے کی فرضیت ساقط ہوجاتی ہے۔تاہم جو لوگ احتیاط پر عمل کرنا چاہیں، وہ سعودی عرب میں اپنے اٹھائیسویں روزے کے بعد عید منائے جانے کی صورت میں ایک دن کی بعد میں قضا کرلیں۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 79)

۔۔۔۔۔۔ہمیں ''رویتِ ہلال'' کے مسئلے پر بھی ماہرین موسمیات وفلکیات کے علم سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے، لیکن اس کی حدود کیا ہوں، یہ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمایئے گا، پہلے رسول اللہ ﷺ کے یہ صریح ارشادات ملاحظہ کیجیے:

(۱) ''لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ''۔

ترجمہ: ''جب تک چاند نہ دیکھ لو، روزہ نہ رکھو (یعنی آغازِ رمضان نہ کرو) اور (شوال کا) چاند دیکھے بغیر روزۂ (رمضان) نہ چھوڑو، (مشکوٰۃ:1969)''۔

(۲) ''لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ''۔

ترجمہ: اور (رمضان کا) چاند دیکھے بغیر روزہ (رمضان) شروع نہ کرو اور (شوال کا) چاند دیکھے بغیر (رمضان کا) روزہ نہ چھوڑو، اگر مطلع ابر آلود ہو (اور چاند نظر نہ آئے) تو تیس کا مہینہ پورا کرو، (مشکوٰۃ:1969)

(۳) ''صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غم عَلَيْكُم فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ''۔

ترجمہ: (رمضان کا چاند) دیکھ کر روزۂ (رمضان) شروع کرو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر اختتامِ رمضان کرو، اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو، (مشکوٰۃ المصابیح:1970)

یہ احادیثِ مبارکہ رویتِ ہلال کے بارے میں ''تشریعی نصوص'' ہیں اور ہم شرعاً ان پر عمل کے مکلّف ہیں، لہٰذا ہر قمری مہینے کا آغاز ''رویتِ ہلال'' پر ہی مبنی ہوگا، محض ماہرینِ فلکیات کی رائے پر فیصلہ نہیں ہوگا، تاہم ''شہادتِ رویت'' کے ردّ وقبول میں ان کی رائے سے استفادہ کیا جائے گا، کیونکہ علی الاطلاق کوئی بھی شہادت حجت لازمہ وملزمہ نہیں ہوتی۔

چاند تو مدار میں ہر وقت موجود ہے، لیکن قمری ماہ کی 29 تاریخ کو اگلے ماہ کا چاند نظر آنے یا نہ آنے کے حوالے سے ماہرین فلکیات کے معیارات امکانِ رویت کے اعتبار سے متعین ہیں، قمری جاری ہے۔۔۔۔۔

مہینے کی 29 تاریخ کو چاند کا ظہور و نمود اگر ہے تو اسے اصطلاحاً پیدائش (Birth) سے تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ چاند ویسے تو مدار میں ہمیشہ موجود رہتا ہے، معدوم کبھی نہیں ہوتا، لیکن زیر بحث مسئلہ اس کے مطلع پر ظہور و نمود سے متعلق ہے، لیکن بعض اوقات Birth Of Moon کے باوجود امکانِ رویت (Visibility) نہیں ہوتا، اس کے لیے چاند کی عمر، درجہ، غروبِ آفتاب کے بعد اس کی بالائے افق مدت، زوایہ وغیرہ، کئی Parameters ہیں۔ ان کی روشنی میں کبھی ''امکانِ رویت'' بالکل نہیں ہوتا، کبھی بالکل نمایاں اور واضح ہوتا ہے اور کبھی خفیف سا ہوتا ہے کہ نظر آ بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔

میں بحیثیت چیرمین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان اور ہمارے اراکین جب امکانِ رویت بالکل نہ ہو اور شہادت آجائے تو اسے دقتِ نظر سے پرکھتے ہیں اور بالآخر وہ خود ہی رجوع کرلیتا ہے، جب امکانِ رویت خفیف یا خفیف ترین ہو تو بھی احتیاط سے کام لیتے ہیں اور الحمدللہ گزشتہ دو سالوں سے پاکستان میں یہ مسئلہ متفقہ طور پر حل ہو رہا ہے اور عیدین یا اعیادِ متعددہ کی روایت دم توڑ رہی ہے، بس اس میں تھوڑی سی استقامت اور عزیمت کی ضرورت ہے۔ یہاں میں یہ بھی عرض کردوں کہ میں گزشتہ پچیس سال سے کسی نہ کسی حیثیت سے ''رویت ہلال'' کے نظام سے متعلق رہا ہوں، ہمیں محکمۂ موسمیات سپارکو اور بعض اوقات نیوی کے ماہرین کی خدمات میسر ہوتی ہیں، لیکن آج تک ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ باہر کھلی آنکھ (Naked Eye) سے چاند نظر نہ آیا ہو اور صرف دوربین سے نظر آیا ہو، چاند جب مطلع پر قابل دید (Visible) ہوتا ہے تو دوربین سے بھی نظر آتا ہے اور کھلی آنکھ سے بھی نظر آتا ہے۔

(کتاب ''رویتِ ہلال'' مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 11)

26 یومِ شک کا روزہ

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ فرض عبادت یقین کے ساتھ ادا ہوتی ہے، شک وشبہے کی کیفیت میں نہیں، چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

(1) صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں: ہم عمار بن یاسر کے پاس تھے کہ بھنی ہوئی بکری لائی گئی، انہوں نے کہا: کھاؤ، تو کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے اور کہا: ہم روزے سے ہیں، حضرت عمار نے کہا: جس نے شک کے دن روزہ رکھا تو اس نے ابوالقاسم (سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کی، (سنن ترمذی:686)۔اس حدیث کے تحت امام ترمذی لکھتے ہیں: "عمار کی حدیث حسن صحیح ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور اُن کے تابعین میں سے اکثر کا اس پر عمل ہے۔سفیانِ ثوری، مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، امام محمد بن ادریس الشافعی، امام احمد بن حنبل اور امام محمد اسحاق نے یومِ شک کے روزے کو ناپسند کیا ہے اور اکثر کی رائے ہے: اگر (30 شعبان کو) یومِ شک کا روزہ رکھا (اور بعد میں ثابت ہوا کہ وہ رمضان کی پہلی تاریخ تھی تو یہ اس کے قائم مقام نہیں ہوگا، بلکہ) اسے چاہیے کہ رمضان کے ایک روزے کی قضا کرے"۔

(2) حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ماہِ رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھا کرو، ماسوا اس کے کہ کسی شخص کا کسی خاص دن نفلی روزہ رکھنے کا معمول ہے، تو وہ رکھ سکتا ہے (کیونکہ اس میں تشکیک نہیں ہے)۔(سنن نسائی:2190)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں تیس شعبان کو شک کی کیفیت میں (یعنی اس نیت سے کہ اگر یہ رمضان ہے تو فرض روزہ اور اگر یہ تیس شعبان ہے تو نفل روزہ) روزہ رکھنے سے منع فرمایا، کیونکہ فرض عبادت تیقُّن کے ساتھ ہونی چاہیے، نہ کہ شک کی کیفیت میں۔

ملک العلماء علامہ علاء الدین ابوبکر کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: جن ایام کے روزے رکھنے منع ہیں، ان میں شک کے دن کا روزہ بھی ہے، خواہ اُسے رمضان کی نیت سے رکھے یا متردّد نیت کے

جاری ہے۔۔۔۔۔

ساتھ رکھے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس دن کے رمضان ہونے کے بارے میں شک ہو، اس دن کا روزہ نہیں رکھا جائے گا سوائے نفلی روزے کے۔ اور حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے: یہ حضرات قدسیہ رمضان کی نیت سے یوم شک کا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے، کیونکہ اس طرح یہ شخص رمضان کے روزوں میں اضافہ کرنا چاہتا ہے (اور فرض میں اپنی طرف سے اضافہ ممنوع و بدعت ہے)، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رمضان کے ایک دن کا روزہ چھوڑ کر اس کی قضا کر لینا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں (رمضان شروع ہونے کا علم نہ ہونے پر) رمضان کا روزہ چھوڑ دوں اور پھر اس کی قضا کروں، یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں غیرِ رمضان کو رمضان میں شامل کر دوں۔ اور نیت میں تردُّد یہ ہے کہ کوئی یہ نیت کرے کہ اگر آج رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے اور اگر رمضان نہیں ہے تو نفلی ہو جائے، اس لیے کہ تردّد کے ساتھ نیت درحقیقت نیت ہے ہی نہیں، کیونکہ نیت عمل کی حیثیت کو متعین کرنے کا نام ہے اور تردّد تعیین سے مانع ہے، (بدائع الصنائع، ج:2، ص:117)

رمضان کے شرعی ثبوت کے بغیر رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور گناہ کا سبب ہے۔
درمختار میں ہے: ''اگر کسی نے یوم شک میں یقینی رمضان ہونے کی نیت سے روزہ رکھا، تو یہ مکروہ تحریمی ہے،''۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج:3، ص:310)

علامہ سید ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ''یہ عمل اہل کتاب کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے روزوں کی تعداد میں اضافہ کر لیا تھا اور رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت والی حدیث اسی معنی پر محمول ہے،''۔ (ردالمحتار، ج:3، ص:310)

(کتاب ''رویتِ ہلال''، مصنف مفتی منیب الرحمٰن، صفحہ 81)

27 سعودیہ کا اعلانِ رویت

(مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی کتاب ''رویتِ ہلال'' سے چند سطریں)

☆ رویتِ ہلال کا فیصلہ ایک قضا ہے۔(صفحہ 31)

☆ قضا ریاست کی طرف سے تفویض کی جاتی ہے۔(صفحہ 84)

☆ قاضی کے تقرر کا اختیار اسلامی شریعت اور جدید نظامِ آئین وقانون میں بھی خلیفہ یا سربراہِ مملکت کو ہے، کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ خود قاضی بن بیٹھے اور متوازی عدالت لگائے۔(صفحہ 31)

☆ سعودی عرب کا اعلان رویت مملکت سعودی عرب میں نافذ العمل ہے، دوسرے ممالک ان کی رویت کا تحقیقی جائزہ لے کر کہ آیا ان کا فیصلہ شرعی قواعد وضوابط کے مطابق ان کے لئے قابل قبول ہے یا نہیں، ان کے فیصلے کو قبول یا رد کر سکتے ہیں۔(صفحہ 14)

☆ شریعت نے قضا میں خطا کے احتمال کو کبھی رد نہیں کیا، ورنہ قاضی کو بھی نبی کی طرح معصوم ماننا پڑے گا، لیکن شریعت نے قضا کو بہر صورت مؤثر مانا ہے اور جدید فلسفۂ قانون بھی یہی ہے۔ ورنہ جب ماہرین کے نزدیک سعودی عرب کا فیصلہ رویتِ حقیقی اور صریح امکان رویت کے کسی بھی معیار پر پورا نہیں اترتا، تو اس کے تحت ادا کیے جانے والے امّت کے تمام حج باطل قرار پائیں گے۔(فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار)(صفحہ 20)